مسودۂ قانون ازدواج اہل اسلام شرعی نقطۂ نظر میں

از جناب مولانا ضیاء احمد صاحب قدوسی مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

تحفظ حقوق زوجین کے لئے سلطنت آصفیہ کی مجلس وضع قوانین کے سامنے جو مسودہ پیش کیا گیا ہے اسے چونکہ قانون اہل اسلام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اس لئے اس امر کی ضرورت واقع ہوئی کہ اس کو اسی نظریہ سے جانچا جائے جس کی طرف وہ منسوب کیا گیا ہے اور اطلاق اسم حقیقتہً اور شرعاً بھی صحیح ہو سکے اور جن مفاسد سے بچنے کی غرض سے اس قانون کے اجرار کی ضرورت پڑی ان سے احتراز کرتے ہوئے دوسرے محظورات شرعیہ کا ارتکاب لازم نہ آئے اس لئے مختصراً کچھ عرض کرنے کی جرءت کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ علماء حنفیہ اگر میری اس ناقص تحریر کو بہ نظر عمیق ملاحظہ فرمائیں گے تو حدود شرعیہ سے خارج نہ پائیں گے۔

مولوی خلیل الزمان صاحب نے "دعاوی فسخ نکاح و تفریق" کا ایک عنوان قرار دیا ہے وجوہ فسخ نکاح اور وجوہ تفریق بصورت خلع یا طلاق کو لاعلی التعیین ذکر کر کے فسخ کا حکم لگا دیا ہے۔ اس طرح دونوں میں التباس ہو جانے کی وجہ سے غلط فہمی کا احتمال یقینی ہے۔ چونکہ فسخ اور تفریق مذکورہ دونوں علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور شریعت نے دونوں کے اسباب و احکام مستقلاً جدا جدا ذکر کئے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ دونوں کی دفعات علیحدہ علیحدہ قائم کر کے ان کے احکام جدا جدا ذکر کئے جائیں۔

دفعہ ۲ ضمن الف ۲ میں انہوں نے "یا کسی سخت مرض میں ایک سال الخ" سے کچھ تعمیم کچھ تقیید کی ہے حالانکہ دونوں باتیں فقہاء کے کلام سے خارج ہیں۔ امام طحطاوی شارح درمختار کی عبارت جو اس بارے میں ہے وہ صرف اتنی ہے۔ والحق القهستانی کل عیب لا یمکنها المقام معه الا بضرر (ص ۲۱۳ ج ۲)۔ وهکذا فی الزیلعی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً مرض اگرچہ وہ ایک سال سے زائد کا ہو موجب فسخ نکاح نہیں ہے۔

بلکہ وہ مرض جو عرف میں عیب شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے یہ قید بھی نہیں ہے کہ وہ ایک سال سے زائد کا ہو بلکہ اگر کوئی عیب ہو اور تھوڑی مدت سے بھی ہو تو زوجہ کو فسخ کرانیکا حق ہوگا چنانچہ تاتارخانیہ میں ہے:

ولو وجدت المرأة زوجها مريضاً لا يقدر على الجماع لا يوجل ما لم يصح وان طال المرض (ص۵۲۴) پس لفظ مرض کی جگہ لفظ عیب رکھا جائے۔ اور ایک سال کی قید اس صورت میں لگائی جائے جبکہ فی الحال بغیر تاجیل کے فسخ کیا جائے۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے ان دونوں اسباب میں جو شرط فسخ نکاح کی تحریر فرمائی ہے۔ (قولہ "لیکن شرط یہ ہے کہ جب شوہر بوقت نکاح" الخ) یہ بالکل خلاف شریعت ہے کیونکہ جملہ فقہا نے عنین خصی وغیرہ میں اس کی تصریح کی ہے کہ عورت کو حق فسخ اس وقت ہے جب کہ اس کے نکاح سے قبل زوج کا عوارض بالا میں سے کسی میں مبتلا ہونا معلوم نہ ہو یا بعد میں معلوم ہونے پر راضی نہ ہو چکی ہو اور اگر وہ جانتی تھی کہ وہ شخص جس سے وہ نکاح کر رہی ہے عنین وغیرہ ہے۔ اور پھر بھی اس سے نکاح کر لیا یا نکاح کے بعد معلوم ہونے پر ایک مرتبہ شوہر سے رضامندی ظاہر کر چکی ہو تو پھر اس کو حق فسخ نہیں ہوگا کیونکہ باوجود علم کے اقدام علی النکاح خود رضامندی کی دلیل ہے۔ اور جب ایک مرتبہ راضی ہو چکی ہے تو پھر اس کو حق فسخ حاصل ہونے کے کوئی معنی نہیں چنانچہ شامی میں ہے (تحت قولہ غیر عالمة بحاله) اما لو كانت عالمة فلا خيار لها على المذهب لما ياتي وكذا لو رضيت به بعده۔ (ص ۹۰۷ ج ۲) تاتارخانیہ میں ہے وان كان امرأة المجبوب عالمة بذلك وقت النكاح فلا خيار لها (ص۵۲۳) فتاویٰ سراجیہ میں ہے۔ العنين اذا تزوج امرأة وهي تعلم بحاله لا خيار لها۔ (ص۵۵)

اس کے علاوہ بقیہ تین شرائط سے قانون مذکورہ میں نہ نفیاً نہ اثباتاً بالکل تعرض نہیں کیا حالانکہ بلا ان شرائط کے عورت کو حق فسخ نہیں ہوتا۔ وھی ھذہ۔

۲۔ فسخ نکاح کی دوسری شرط یہ بھی ہے کہ شوہر نے نکاح کے بعد سے اس عورت سے بالکل وطی نہ کی ہو

بصورت تحقیق وطی عدالت کو فسخ نکاح کا مجاز نہیں ہوگا چنانچہ درمختار میں ہے۔ فاوجب ابعد وصوله
الیها مرة او صار عنینا بعده لا یفرق لحصول حقها بالوطی مرة اور تاتارخانیہ میں
ہے۔ واذا وصل الیها مرة بطل خیارها وسقط حقها (ص۵۳) عالمگیری میں ہے
ولو وصل الیها مرة ثم عجز لاخیار لها کذا فی التبیین۔ (ص۴۶۹ ج۱)
۳۔حق فسخ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ عورت رتقاء قرناء نہو چنانچہ شامی میں ہے (تحت قوله
فرق الحاکم بطلبها لو حرة بالغة غیر رتقاء و قرناء) اما هما فلاخیار لهما
لتحقق المانع منهما لما مر ولانه لاحق لهما فی الجماع (ص۹۱ ج۲) وفی الطحطاوی
بعده فلاحق لهما فی الطلب (ص۲ ج۲) تاتارخانیہ میں ہے۔ ولو کانت المرءة رتقاء
والزوج عنین فلاخیار لها (ص۵۳)
۴۔چوتھی شرط عنین خصی میں مطلقًا اور مجنون مبروص وغیرہ میں مجبوب کے علاوہ بشرطیکہ وہ
مرض وعیب ایک سال سے کم کا ہو، یہ بھی ہے کہ عدالت اولًا اس کو ایک سال کی مہلت بغرض علاج دے
اگر اتنی مدت میں اچھا نہ ہوا اور عورت دوبارہ فسخ نکاح کا دعوی کرے تو اس وقت نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے
بغیر حاکم مسلم کے مہلت دیے اور بغیر دوبارہ عورت کے چارہ جوئی کیے عدالت کو فسخ کا مجاز نہیں ہوتا چنانچہ
طحطاوی میں ہے (قوله اجل) ای اجله القاضی وعن الحموی دل کلامه علی ان
تاجیل غیر القاضی لاعبرة به وظاهره ولو محکما (ص۲۱ ج۲) وفیه بعده فلا یعتبر
تاجیل المراة ولاغیرها۔ عالمگیری میں ہے۔ کما یؤجل العنین یوجل الخصی وکذا
الشیخ الکبیر وان قال لا ارجوان اصل الیها کذا فی فتاوی قاضی خان (ص۴۷ ج۱) و
فیه بعده وحکم الخنثی المشکل کحکم العنین وفیه علی ص۴۷ قال محمد رحمه الله
ان کان الجنون حادثا یوجله سنة کالعنة ثم یخیر المرأة بعد الحول اذا لم یبرأ

وان کان مطبق فہو کالجب وبہ ناخذ کذا فی الحاوی القدسی بحر الرائق میں ہے۔ و قد کتبنا فی القواعد الفقہیۃ فی مذہب الحنفیۃ ان قاضیا لو قضی بعد م تاجیل العنین لم ینفذ قضاءتہ وعن الخانیۃ اذا ثبت عدم الوصول اجلہ القاضی طلب او لم یطلب وفیہ بعدہ قولہ فان وطی والا بانت بالتفریق ان طلبت ای طلبا ثانیا فالاول للتاجیل والثانی للتفریق (ج۴ ص۱۳۵)

دفعہ ۲ ضمن ب قولہ "جب شوہر مفقود الخبر" الخ قیدی شوہر کے لئے ایک شرط فقہاء کے کلام میں مصرح ہے وہ یہ کہ قیدی کی حیات ممات چار سال سے معلوم نہ ہوئی ہو۔ اس سے مسودہ میں بالکل تعرض نہیں کیا۔ ضرورت ہے کہ اس کا بھی اضافہ کیا جائے کیونکہ اگر قیدی کا حال معلوم ہو گا تو پھر شرعاً عدالت کو اس کے نکاح کے فسخ کا اختیار نہ ہو گا۔ طحطاوی میں ہے۔ (تحت قولہ فدخل الاسیر المدار انما ہو علی الجہل بحیاتہ وموتہ (ج۲ ص۵۰۰) وفی النقایۃ مع شرحہا للقہستانی ہو غائب لم یدر اثرہ ای لم یعلم حیاتہ ولا موتہ ولا مکانہ - فی الہندیۃ والذی غاب عن اہلہ او بلدہ او اسرہ العدو ولا یدری احی ہو ام میت ولا یعلم لہ مکان ومضی علی ذلک زمان فہو مفقود بہذا الاعتبار پس بصورت حق فسخ نہ تخفیف مہر پر فسخ کو معلق کرنا درست ہے اور نہ بصورت فسخ کرنے کے تخفیف مہر پر عورت کو مجبور کرنا جائز ہو گا۔ کما لا یخفی علی ادنی متامل۔

(ج) کے تحت جو کچھ کہا گیا ہے اس سے ایک قسم کی تعمیم پائی جاتی ہے جو مذہب حنفی کے خلاف ہے اور جو توضیح ظلمہ کی کی گئی ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ عدم قابلیت ادائی نفقہ اور عدم ادائی نفقہ دونوں صورتوں میں حاکم کو فسخ نکاح کا مجاز ہے حالانکہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کا عدم ادائی نفقہ کی صورت میں فسخ نکاح کا مذہب نہیں ہے چنانچہ شامی میں لکھا ہے والحاصل ان التفریق بالعجز عن النفقۃ

جائز عند الشافعی حال حضرة الزوج وکذا حال غیبتہ مطلقا اوما لم تشہد بنیتہ باعسارہ الآن کما علمت مما نقلنا عن التحفة والحالة الاولی جعلہا مثنا حکماً مجتہدا فیہ فینفذ فیہ القضاء دون الثانیہ وبہ تعلم ما فی کلام الشارح حیث جزم بالنفاذ فیہما فانہ مبنی علی خلاف الصحیح المار عن الذخیرہ حیث قال والاصح عندہ عدم الفسخ بمنع الموسر حقہا کمذہبنا (ص۱۰۱۳ ج ۲) وفی الدر و جوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررہا بغیبتہ وفی الطحطاوی تحت قولہ و لو موسراً قد علمت ان ہذا فی موسر غائب واما الموسر الحاضر فقال فی فتح القدیر لو امتنع من الانفاق علیہا مع الیسر لم یفرق ویبیع الحاکم مالہ علیہ ویصرفہ فی نفقتہا فان لم یجد مالہ یحبسہ حتی ینفقہ علیہا ولا یفسخ (ص۲۶۲ ج ۲)

البتہ عدم قابلیت ادائی نفقہ میں ائمہ ثلاثہ احناف کے خلاف ہیں اون کے نزدیک ایسی صورت میں بھی مسلمان حاکم نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔ جبکہ زوج کو ادائی نفقہ پر قدرت اور استطاعت نہ ہو۔ احناف کا مذہب اگرچہ راجح یہی ہے کہ اس صورت میں فسخ نہیں ہے لیکن بعض فقہا نے اسکی تصریح کی ہے کہ اگر کوئی حاکم مسلم فسخ نکاح کا حکم کردے تو امام صاحب کی ایک روایت کی بنا پر وہ حکم نافذ ہو کر نکاح فسخ ہو جائے گا چنانچہ بحرالرائق میں ہے وان کان حنفیا لا ینبغی لہ ان یقضی بالتفریق بخلاف مذہبہ الا اذا کان مجتہدا ووقع اجتہادہ علی ذلک فان قضی مخالفا لرأیہ من غیر اجتہاد فعن ابی حنیفہ روایتان (ص۲ ج ۲) غرض صرف عدم استطاعت کی صورت میں احناف کے مذہب میں گنجائش نکل سکتی ہے۔ نیز عدم استطاعت کو ظلم قرار دینا خود ظلم ہے زوج میں ادائی نفقہ کی طاقت ہی نہیں تو اس کو اس کا ظالم کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ تحقق ظلم کے وقت شریعت نے خلع اور طلاق کا حکم دیا ہے نہ کہ فسخ نکاح کا۔ پس زوجہ کو تفریق نکاح بصورت خلع یا طلاق کے

اسباب میں شمار کیا جائے اور توضیح میں سے عدم قابلیت ادائی نفقہ کی قید کو حذف کر کے اس کو مستقلاً فسخ نکاح کے اسباب میں شمار کیا جائے۔ ورنہ دفعہ مجموعی من حیث المجموع کسی کے مذہب پر بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔

ضابطہ بصورت مفقود الخبری دفعہ ۳۔ اس میں بھی تھوڑی سی اصلاح کی ضرورت ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ انکشاف حالات کی غرض سے صرف ورثہ یا اقرا ابتدا کا بیان قلمبند کیا جائے اگر کوئی ان میں سے ہو ورنہ اور کسی کا بیان نہیں سنا جائیگا۔ حالانکہ تحقیق حال ہر حال میں ضروری ہے اور کم از کم شرعی شہادت یعنے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونی چاہئیں خواہ مفقود الخبر کے رشتہ دار ہوں یا اس کے محلہ والے یا دوست و احباب یا ان کے علاوہ دوسرے محلہ کے محض ایک کے بیان پر فسخ نکاح جائز نہیں کما فی العالمگیریہ علی ص ۳۵۰ج ۳ ومنها الشهادة بغير الحد و دو القصاص وما يطلع عليها الرجال وشرط فيها شهادة رجلين او رجل و امرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال الخ در مختار میں ہے ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية واستهلال صبي ولو للارث رجلان او رجل وامرأتان

دفعہ ۴۔ عورت کے امراض میں رتقا و قرن رہ گیا ہے اس دفعہ میں اس کی بھی تصریح کی ضرورت ہے۔ نیز بصورت تعدی زوجہ بھی تخفیف مہر کلاً یا جزاً ہونی چاہئے تا کہ عورتیں اقدام تفریق پر دلیر نہ ہوں۔ دوسرے یہ کہ تخفیف مہر کے لئے یہاں بھی ایک قید ہونی ضروری ہے وہ یہ کہ نکاح سے قبل شوہر کو زوجہ کا عیوب بالا میں مبتلا ہونا معلوم نہ ہو یا بعد نکاح معلوم ہونے پر رضامندی ظاہر نہ کی ہو۔ تیسرے یہ کہ جملہ صورتوں میں ایک ربع دینار کی تعیین بھی غیر مناسب معلوم ہوتی ہے کیونکہ بعض اسباب تفریق کے اخف ہیں اور بعض اشد اس لئے ہر صورت میں اس کے مناسب تخفیف ہونی چاہئے تا کہ نہ عورت پر تعدی واقع ہو اور نہ مرد پر۔ قرآن شریف میں وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

دفعہ ۵ کی عبارت سے لازم آتا ہے کہ نابالغ کا نکاح غیر اب وجد کا کیا ہوا نافذ ہی نہیں جب تک کہ

بعد البلوغ وہ خود اس کو تسلیم نہ کرے حالانکہ نکاح مذکورہ شرعاً صحیح ہوتا ہے۔ اسی لئے اگر فسخ نکاح سے قبل احد الزوجین کا انتقال ہوجاوے تو ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں اور پورا مہر واجب ہوجاتا ہے اور زوج کو زوجہ سے قبلِ فسخ وطی کرنا بھی حلال ہے البتہ غیر ولایت تامہ ہونے کی وجہ سے نابالغ کو حق فسخ حاصل ہے۔ کما یدل علیہ ما فی الدر المختار وان کان من کفوء وبمہر المثل صح ولکن لہما ای لصغیر وصغیرۃ وملحق بہما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ لقصور الشفقۃ فیتوارثان فیہ ویلزم کل المہر وفی الشامی تحتہ لان المہر کما یلزمُ جمیعہ بالدخول ولو حکما کالخلوۃ الصحیحۃ کذلک یلزم بموت احدہما قبل الدخول اما بدون ذالک فیسقط ولو الخیار منہ۔ عالمگیری میں ہے فان اختار الصغیر او الصغیرۃ الفرقۃ بعد البلوغ یفرق القاضی بینہما حتی مات احدہما توارثا ویحل للزوج ان یطأ ہا ما لم یفرق القاضی بینہما کذا فی المبسوط (ج ۲ صـ۲۶) نیز اس دفعہ میں ایک شرط بڑھانی ضروری ہے وہ یہ کہ نکاح غیر کفو میں نہ ہو یعنی اگر غیر اب و جد غیر کفو میں نابالغ کا نکاح کردیں گے تو وہ شرعاً باطل ہوگا۔ اس کے فسخ کی بھی ضرورت نہیں چنانچہ درمختار میں ہے وان کان المزوج غیرہما ای غیر الاب والجد لا یصح النکاح من غیر کفوء۔ نیز فسخ کے صحیح ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمان حاکم نکاح فسخ کرے غیر مسلم کے فسخ کرنے سے نکاح فسخ نہیں ہوگا فقہاء نے تصریح کی ہے۔ فتاوی خیریہ میں ہے ولا یصح التاجیل الا من الحاکم الشرعی ولا عبرۃ بتاجیل غیرہ (صـ۶۱) عالمگیری میں ہے ولا ولایۃ لصغیر ولا مجنون ولا لکافر علی مسلم ومسلمۃ کذا فی الحاوی (ج ۱ صـ۲۶۶) وفی المجلد الثالث علی صـ۲۵) ولا تصح ولایۃ القاضی التی یجتمع فی المولیٰ شرائط الشہادۃ من الاسلام والتکلیف والحریۃ الخ وقد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الحکیم ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلاً۔ الایۃ

دفعہ ۶ بھی درست نہیں ہے کیونکہ نابالغ کا نکاح اگر باپ دادا نے کیا ہو تو مذہب حناف کی رو سے نابالغ کو خیار فسخ نہیں ہے البتہ ایک صورت میں فقہاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس نکاح کو باطل قرار دیا ہے جس کی تصریح دفعہ ہذا کے تحت کردی گئی ہے چنانچہ درالمختار میں ہے ولزم النکاح ولو بغبن فاحش او زوجہا بغیر کفوء ان کان الولی ابا وجداً لم یعرف منہما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً طحطاوی میں ہے ای لاخیار فیہ فی ہذہ الصور الاتیۃ (ج ۲ ص ۳۳)۔

دفعہ ۷۔ بخلاف بقیہ دفعات کے بلا کسی تعمیم و تقیید کے شرعاً صحیح اور درست ہے فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے اور اس زمانہ کا لحاظ کرتے ہوئے اس کا ہونا بھی ضروری ہے خصوصاً جبکہ اس کے جملہ حقوق کا لحاظ شرعی حیثیت سے کیا جا رہا ہو چنانچہ درمختار میں ہے وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتہا زجراً وتیسیراً لاسیما التی تقع فی المکفر ثم تنکر وفی الطحطاوی قولہ زجراً لہا یوخذ منہ ان محل ما ذکر اذا قصدت بالردۃ المفارقۃ ونحوہا وفیہ ایضاً تحت قولہ قال فی النہر الخ عبارتہ ولا یخفی ان الافتاء بما اختارہ بعض ائمۃ بلخ اولی من الافتاء بما فی النوادر ولقد شاہدنا من المشاق فی تجدیدہا فضلاً عن جبرہا بالضرب ونحوہ ما لا یعد ولا یحصی وقد کان بعض مشائخنا من علماء العجم ابتلی بامرأۃ تقع فیما یوجب الکفر کثیراً ثم تنکر وعن التجدید تابی ومن القواعد المشقۃ تجلب التیسیر واللہ المیسر لکل عسیر (ج ۲ ص ۵۵)

الحاصل جملہ مسائل پر غائر نظر ڈالنے سے میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور دائرہ شریعت میں رہکر قانون کی جو تصویر میرے ذہن میں آئی ہے وہ پیش کی جاتی ہے مجھے امید ہے کہ اراکین مجلس وضع قوانین اسلامی احکام کو عقلی دستبرد سے بچاکر دامن شریعت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔

دفعہ ۲۔ وجوہ فسخ نکاح | شوہر (الف) عنین خصی یا مجبوب ہو۔

ب۔ مجذوم مبروص مجنون ہو یا اور کسی ایسے عیب میں مبتلا ہو کر جس کی وجہ سے زوجہ بلا سخت تکلیف برداشت کئے اس کے پاس نہ رہ سکتی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ عورت کے نکاح کے وقت شوہر کا عوارض بالا میں سے کسی میں مبتلا ہونا معلوم نہ ہوا ہو یا بعد نکاح معلوم ہونے پر رضامندی ظاہر کر چکی ہو۔ ورنہ عدالت کو مجاز نہ ہوگا۔

دوسری شرط عنین خصی مجبوب میں یہ بھی ہے کہ شوہر نے اس سے نکاح کے بعد سے بالکل وطی نہ کی ہو۔ اگر ایک مرتبہ بھی شوہر زوجہ سے وطی کر چکا ہے اور بعد میں عنین وغیرہ ہوا تو پھر عدالت فسخ نہ کر سکے گی۔

تیسری شرط ان تینوں میں یہ بھی ہے کہ عورت رتقاء قرنا نہ ہو ورنہ عدالت کو فسخ کا مجاز نہ ہوگا۔

چوتھی شرط عنین خصی میں مطلقاً اور مجنون مبروص وغیرہ میں علاوہ مجبوب کے اگر وہ مرض ایک سال سے کم کا ہو یہ بھی ہے کہ عدالت اولاً شوہر کو ایک سال کی مہلت بغرض علاج دے اس کے بعد بھی اگر اچھا نہ ہو۔ اور عورت دوبارہ عدالت سے چارہ جوئی فسخ نکاح کی کرے تو پھر عدالت کو فسخ کا مجاز ہوگا۔ بغیر عدالت کے مہلت دئے اور بغیر عورت کے دوبارہ چارہ جوئی کئے فسخ کرنا غیر معتبر ہوگا۔

(ج) مفقود الخبر ہو یا طویل مدت کے لئے قید کر دیا گیا ہو اور جائداد شوہری بقدر کفالت نان نفقہ موجود نہ ہو یا زوجہ کے نان ونفقہ کا کوئی معقول انتظام کر گیا ہو تو تاریخ مفقود الخبری یا قید سے چار سال گذر گئے ہوں۔

لیکن قیدی شوہر کے معاملہ میں شرط یہ ہے کہ اس کی زندگی وموت قید ہو جانے کے بعد سے معلوم نہ ہوئی ہو بصورت علم حق فسخ نہیں ہوگا۔ یا اگر کچھ مدت تک اس کا حال معلوم ہوتا رہا ہو اور بعد میں معلوم نہ ہوا تو عدم علم کے وقت سے چار سال گذر گئے ہوں۔

(د) جبکہ زوج میں زوجہ کو نان ونفقہ دینے کی استطاعت نہ ہو۔

نوٹ جملہ صورتوں میں عدالت فسخ نکاح کی اس وقت مجاز ہوگی جب کہ شوہر طلاق دینے سے انکار کرے۔

دفعہ ۳ وجوہ تفریق بصورت خلع یا طلاق | جب شوہر کا معاملہ زوجہ کے ساتھ ظالمانہ ہو۔

توضیح شوہر کا زوجہ کے پاس نجانا یا عدم ادائی نفقہ یا دیگر کسی قسم کی تکلیف پہونچاتے رہنا ظلم شمار کیا جائیگا۔

دفعہ ۴ ضابطہ مفقود الخبری | عدالت پر لازم ہوگا کہ مفقود الخبری وغیرہ مندرجہ دفعہ ۲ ضمن ج کی بنا پر کسی دادرسی کے عطا کرنے سے قبل شخص مفقود الخبر کے قرابتدار یا دیگر اہل محلہ میں سے کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا بیان بغرض انکشاف حالات قلمبند کرے۔

دفعہ ۵ بعض صورتوں میں تخفیف مہر | جب شوہر کی جانب سے زوجہ کو طلاق دی جائے اور زوجہ کسی مرض مندرجہ دفعہ ۲ ضمن ب میں قبل نکاح مبتلا تھی یا اتقار قرنا تھی اور اس وقت شوہر کو اس کا علم نہیں تھا۔ اور بعد میں راضی ہوا یا زوجہ کا معاملہ شوہر کے ساتھ ظالمانہ ہو تو اس وقت عدالت مہر میں مناسب تخفیف کی مجاز ہوگی۔

دفعہ ۶ احکام نسبت خیار بلوغ جب نکاح باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا ہو | اگر کسی شخص کا نکاح نابالغی میں باپ دادا کے علاوہ کسی اور کی ولایت سے ہوا اور بعد بلوغ کے فوراً نکاح سے ناراضی ظاہر کرنے کی شہادت شرعیہ پیش کی ہو تو عدالت ایسے نکاح کے فسخ کی مجاز ہوگی۔

لیکن شرط یہ ہے کہ نکاح کفو میں کیا گیا ہو۔ اگر نکاح غیر کفو میں ہوا ہے تو اس کو باطل قرار دیا جائیگا فسخ کی ضرورت نہیں۔

نوٹ فسخ کی جملہ صورتوں میں مسلمان حاکم کا ہونا ضروری ہے غیر مسلم کے فسخ کرنے سے نکاح فسخ نہیں ہوگا۔

دفعہ ۷۔ احکام نسبت تفریق جب نکاح نابالغ کے باپ دادا نے کیا ہو | جب کسی ایسے شخص کی جانب سے

جس کا نکاح باپ دادا نے زمانہ نابالغی میں کیا ہو دعویٰ بغرض فسخ نکاح بعد البلوغ بلا غیر ضروری تعویق کے پیش کیا جاوے اور عدالت کے نزدیک باپ دادا کی نکاح سے قبل اولاد کی طرف سے بے پروائی ثابت ہو جائے اور نکاح غیر کفو میں ہو اور نابالغ کے حق میں مضر ہو تو عدالت اس نکاح کو باطل قرار دیگی۔

دفعہ ۸ ۔ ایسا ارتداد جو حقوق زن وشوئی سے گریز کرنے یا انفساخ نکاح یا تفریق کی غرض سے اختیار کیا گیا ہو ناقابل لحاظ ہوگا۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۔